



باب نمبر 6

رسول اللہ ﷺ کی نماز

افادات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

www.SirateMustaqeem.net

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 أَحْمَدُكَ اللَّهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مَنْ هُوَ
 أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي الْفَضَائِلِ
 أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
 صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
 مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ جلالہ و عظم شأنہ و اتم برہانہ کی حمد و ثناء اور حضور
 شافع یوم النشور و دیگر جہاں، غمگسارِ زمان، سید سرورِ اہل احمد و مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے دربار میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد

ربّ ذوالجلال کا کروڑوں بار شکر ہے کہ اُس نے ہم سب کو ماہِ رمضان
 المبارک کے پُر کیف لمحات میں فہم دین کے اس پروگرام میں شرکت کی سعادت عطا
 فرمائی ہے۔ اربابِ فکر و دانش نہایت ہی محتشم حضرات و خواتین!

اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراطِ مستقیم کی دعوت پر ہم سب کو قرآن و سنت کے فہم کا پیغام میسر آ رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کارواں کو مزید عروج عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ سب کی حاضری اپنے دربار میں قبول فرمائے۔
آج ہماری گفتگو کا موضوع

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کا ہر گوشہ ہی بڑا تابناک اور بڑا نرالہ ہے۔ لیکن وہ لمحہ کتنا پُر نور ہوگا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے دربار میں حاضری دے رہے ہوں گے۔

آپ کی زندگی کا ہر لمحہ ہی اتنا عظیم ہے کہ اُس میں ہمارے لئے اُجالے ہی اُجالے ہیں۔

خالق کائنات کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب، آیت ۲۲)

یقیناً تمہارے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے اور یہ آیت ایسی جامع ہے کہ پوری سیرت اور تعلیمات کو اپنے احاطے میں لے رکھا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ

اس آیت سے پتہ چلا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھ کر چلنے میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جماعت کر رہے ہوں تو اُس میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرما رہے ہوں تو اس میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ حتیٰ کہ تمام تر تعلیمات کو خالق کائنات جل جلالہ نے یکجا کر کے بیان فرمادیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر لمحہ ہی جب اتنا پر نور ہے۔ بالخصوص جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کو سجدہ کرتے ہیں اور قیام کرتے ہیں تو وہ انداز کتنا ہی نرالہ ہوگا اور پھر خالق کائنات جل جلالہ نے قرآن مجید برہان رشید میں جو ہمیں حکم دیا ہے اپنی نماز کا اُس کو بھی معین طریقے سے ادا کرنے کیلئے ہم پہ لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ طہ میں ارشاد فرماتا ہے: آیت نمبر ۱۴ ہے۔

اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي

اگر تم میرا ذکر کرنا چاہتے ہو میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو۔

دوسرے مقام پر سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۸ میں ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ

اللہ تعالیٰ کو وہ ذکر پسند ہے جو اُس کی تعلیمات کے مطابق ہوں۔

اُس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو۔ اگر بندہ اپنی طرف سے اور اپنے طور پر کچھ کرنا چاہے تو خالق کائنات جل جلالہ اُس کو پسند نہیں کرتا وہ اس کو پسند کرتا ہے کہ جو اُسی کے بنائے ہوئے طریقہ کے مطابق عمل اختیار کیا جائے۔ تو نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر کا بہترین طریقہ ہے پھر نماز کا طریقہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:
 صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (بخاری شریف ۱۶۲/۱)
 جس طرح تم مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو ایسے ہی تم بھی نماز پڑھا کرو۔
 كَمَا رَأَيْتُمُونِي میں ایک لطیف نکتہ ہے۔

کہ کَمَا حَقُّهُ اسی طرح جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے
 تھے ہم بھی ایسے ہی پڑھ سکیں یہ تو ممکن ہی نہیں کیونکہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریزہ ہوتے ہیں تو اُس کو بحیثیت محبوب سجدہ کر رہے ہوتے
 ہیں۔ اپنے معبود کے محبوب ہونے کے لحاظ سے اُس کے دربار میں سجدہ کر رہے ہوتے
 ہیں ہم جس وقت سجدہ کریں گے تو بحیثیت محب سجدہ کر رہے ہونگے۔

اُس واسطے فرمایا ”كَمَا رَأَيْتُمُونِي“

جیسے تمہیں میں نماز پڑھتے ہوئے نظر آتا ہوں جو میری نماز پڑھنے کی ہیئت
 ہے یہ نہیں فرمایا صَلُّوا كَمَا أُصَلِّي کہ جیسے میں پڑھتا ہوں ایسے ہی تم بھی پڑھو بلکہ
 فرمایا دیکھنے میں جو تم مجھے دیکھ رہے ہو ایسے ہی میرے افعال کی اقتداء کرو۔ اسی طرح
 کے افعال تم بھی کرو اگرچہ میرے قیام کا مقام اللہ کے دربار میں کچھ اور ہے اور تمہارے
 قیام کی حیثیت اور ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے ہیں جو آپ کے
 سجدے کا مقام اور ہے اور ہمارے سجدے کی حیثیت اور ہے۔

اس واسطے فرمایا كَمَا رَأَيْتُمُونِي

جس طرح تم مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اسی طرح تم نماز پڑھو۔ ورنہ ہماری کروڑ
 نمازیں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نماز کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں اور ہماری نمازیں
 اس حیثیت تک نہیں پہنچتیں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نماز پہنچتی ہے۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمام تر تعلیمات نماز کے متعلق دی ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت خشوع سے خضوع سے اور نہایت ادب سے نماز پڑھی جائے۔

یہاں تک کہ حدیث جبریل میں ہے جب آپ سے سوال کیا گیا:
مَا الْإِحْسَانُ (بخاری شریف جلد ۱، ص ۱۲، مکتبہ قدینی خانہ)
احسان کیا ہے؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ
تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اس طرح کرو گویا کہ تم اُس کو دیکھ رہے ہو۔ یعنی تم اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جس وقت یہ تصور غالب ہوگا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہیں تو پھر کس قدر دل موم ہو چکا ہوگا، کتنی خشیت طاری ہوگی اور کتنا خوف طاری ہوگا۔ فرمایا یہ تصور پختہ کر لو گویا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ پھر آپ نے فرمادیا:

فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ
اگر تم اُس کو نہیں دیکھ رہے لیکن وہ تو یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔
تو یہ آداب سکھاتے ہوئے امت کو یہ راستہ سکھایا کہ نماز ایک چاہتوں کا وقت ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا گلدستہ ہے۔ یہاں تک کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دیا:

جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (کنز العمال حدیث ۱۸۹۱۲)

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

أَرِحْنِي يَا بِلَالُ بِالصَّلَاةِ

اے بلال! اذان پڑھو مجھے نماز سے راحت دو۔

تو یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے لئے اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ نماز کتنا اہم رکن ہے اور کتنی بڑی عبادت ہے اور اس میں ہر جہت کے لحاظ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور آپ کا طریقہ ہمارے لئے ضروری ہے۔ اُس طریقے کے زیر سایہ جب نماز ادا کی جائے گی تو اُس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرب بندے کو میسر ہوگا اور واقعی اللہ تعالیٰ بندے کے دل کو حلاوت اور چاشنی عطا فرمادے گا۔

نماز کے ویسے تو سینکڑوں مسائل ہیں اس وقت ”رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز“ کے موضوع کے لحاظ سے ہم صرف چند ایسے مسائل کو بیان کریں گے کہ جس میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں ہم جو نماز پڑھتے وہ یقیناً وہی طریقہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ ہے۔ تو یہ دلائل صرف اس جہت سے ہوں گے کہ ہم جو عمل کرتے ہیں وہ سنت کے عین مطابق ہے اور یہ دلائل ہمیں یاد کرنے چاہئیں ہم جس موقف پر ہیں اور جو ہمارا طریقہ ہے وہ قرآن و سنت سے ماخوذ ہے۔

رہی یہ بات کہ دوسرے کیا کرتے ہیں۔ وہ اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں ہے لیکن اُس موضوع پر بھی کسی کو ہم سے تقاضا ہوگا تو ہم اس موضوع پر بھی مناظرے کیلئے تیار ہونگے۔ لیکن اس وقت خود ہمیں اپنے طریقے کے مطابق دیکھنا ہے کہ ہم جو نماز پڑھتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں اور قرآن و سنت میں اُس کی حیثیت کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جس وقت ہم سنت کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو تکبیر تحریمہ کے بعد بنیادی طور پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ ہے کہ ہاتھ کس مقام پر باندھے جائیں۔

(۱) ”نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ“

اس کے بارے میں چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

ابوداؤد شریف کے باب وضع الیسی علی الیسری میں حدیث نمبر ۵۶۷۷ موجود ہے۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ السُّنَّةُ وَضَعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے۔ ایک ہاتھ کو

دوسرے ہاتھ کے اوپر رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھوں کو باندھا جائے۔

اور یہ محدثین کے نزدیک قانون ہے کہ جب صحابی لفظ سنت بولے تو اس سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مراد ہوتی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”جو باب مدینۃ العلم ہیں اور

جنہوں نے تربیت ہی آغوش نبوت میں پائی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ اُس وقت سے نماز پڑھتے ہیں جب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھنا شروع کی۔ اُس وقت کے جو نمازی اور مقتدی

ہیں۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”سنت یہ ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر

رکھ کر ناف کے نیچے متصل ہاتھوں کو باندھا جائے۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ بھی بڑا مستند نام ہے۔ روایت

حدیث کے لحاظ سے یہ ابوداؤد کی حدیث نمبر ۵۸۷۷ ہے۔

اَخَذَ الْاَكْفَ عَلَى الْاَكْفِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السَّرَّةِ

نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے ”دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کے اُس کو ناف کے نیچے باندھا جائے۔

(۳) حضرت امام ترمذی اپنی کتاب جامع ترمذی میں حدیث نمبر ۲۵۲ کے تحت لکھتے ہیں اس میں کچھ لوگوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ کیا ہاتھ ناف کے اوپر متصل باندھیں جائیں یا ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں جائیں۔

بعض نے اس رائے کو اختیار کیا کہ ہاتھ ناف کے اوپر متصل باندھیں جائیں لیکن امام ترمذی نے یا کسی اور محدث نے صحاح کے اندر اس کو اس انداز میں کہ اسے سنت صحیحہ قرار دیا گیا ہو اور اُس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہو ایسا ہرگز نہیں ہے جو حدیث صحیح مرفوع سے ثابت ہے اسی کو سنت کہا گیا ہے کہ ہاتھ زیر ناف متصل باندھے جائیں۔

(۴) رفع یدین

دوسرا اہم مسئلہ نماز میں رفع یدین کا ہے۔

وہ کون کون سے مقام ہیں جن کے اندر رفع یدین نماز میں کرنا چاہیے اور اس میں طریقہ کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو مفسر بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

(پارہ ۱۸، سورہ المؤمنون، آیت ۱، ۲)

خاشعوں کی تفسیر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

مُخِطُونَ مُتَوَاضِعُونَ لَا يَلْتَفِتُونَ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا وَلَا

يَزْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ (تفسیر ابن عباس ص ۳۵۹، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

اللہ ان لوگوں کی نماز کی تعریف کر رہا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ وہ مومن کامیاب ہو گئے۔

الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ خشوع کرنے والے کون ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”خشوع کرنے والے وہ ہیں جو

عاجزی سے کھڑے ہو جائیں۔ دائیں بائیں التفات نہ کریں۔ اپنی نگاہیں دائیں

بائیں نہ پھیریں اور سیدھا قبلہ رخ رہیں۔

لَا يَزْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ

اور وہ نماز میں ہاتھ نہ اٹھائیں۔ رفع یدین نہ کریں۔ ان لوگوں کی نماز کی اللہ

تعالیٰ تعریف کر رہا ہے کہ یہ مومنین کامیاب ہو گئے اور ان کو خشوع والی نماز میسر آئی۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں

یہ وہ صحابی ہیں جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کا فرد قرار

دیا ہوا تھا اور ان کے بارے میں فرمایا:

كُنَيْفٌ مُلْكِي عِلْمًا

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علم کا بھرا ہوا خزانہ اور گھر ہیں۔ وہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور روایت کرتے ہیں۔

جامع ترمذی میں حدیث نمبر ۲۵۷۷ ہے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو ان لفظوں میں بیان کیا:

”کیا میں تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں۔ جس
طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے تھے۔ کیا اس طریقے سے میں تمہیں
نماز نہ پڑھاؤں؟“

تابعین کے اجتماع میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز نبوی کی ان کو
تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز ادا کرتے تھے تو ان
لوگوں نے کہا ”کیوں نہیں ہمیں تو اُس کی بہت زیادہ تڑپ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی نماز کا حقیقی طریقہ کیا ہے؟“

جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو چھوڑا اور جو نماز کا آخری

اور حتمی طریقہ ہے تو اس پر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی:

فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

”تو آپ نے پوری نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا“

اُس کے علاوہ کسی مقام پر رفع یدین نہیں کیا۔ نہ رکوع جاتے وقت اور نہ ہی

رکوع سے اٹھتے وقت نہ رکعت کی طرف جاتے وقت اور نہ ہی دو سجدوں کے درمیان اور

نہ ہی رکعت سے سر اٹھاتے وقت کسی وقت بھی آپ نے رفع یدین نہیں کیا۔

صرف ابتداء صلوٰۃ اور آغاز نماز میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کیا اور بتایا کہ اے تابعین یہ وہ طریقہ ہے جو میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے کا سیکھا ہے۔ صرف اُس کے آغاز میں رفع یدین ہے باقی کسی مقام پر رفع یدین نہیں۔ امام ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

ابوداؤد کی حدیث نمبر ۷۴۹ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہتے ہیں:

حدیث نمبر ۲: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى قَرِيْبٍ مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْذُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے:

كَانَ اِذَا افْتَتَحَ

جب آپ نماز کا افتتاح اور آغاز کرتے تھے۔

رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى قَرِيْبٍ مِّنْ اُذُنَيْهِ

کاتوں کے قریب تک اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

ثُمَّ لَا يَعُوْذُ

”اس کے بعد کسی مقام پر نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے“

نہ رکوع کی طرف جاتے وقت نہ رکوع سے اٹھتے وقت کسی مقام پر بھی آپ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

مسند حمیدی نے ۲/۲۲۷ پر روایت کیا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ
الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَ
بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَلَا يَرْفَعُ۔

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ جس
وقت آپ نماز ادا کرتے تھے تو اُس وقت آپ تکبیر تحریمہ کے وقت افتتاح اور آغاز صلوٰۃ
میں رفع یدین فرماتے تھے ہاتھ کو کندھوں تک بلند کرتے ہوئے اس کے بعد جب رکوع
کرتے تھے یا رکوع سے سر اٹھاتے تھے:

فَلَا يَرْفَعُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں فرماتے تھے:

حدیث نمبر ۴: صحیح مسلم میں ۸۱/۱ پر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
وہ کہتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو آپ
نے فرمایا:

مَا لِي أَرَاكُمْ دَافِعِي أَيِّدِيكُمْ

مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں۔

كَأَنَّهَُا أَذْنَابُ خَيْلٍ شَمْسِيْنَ

تمہارے نماز میں اٹھے ہوئے ہاتھ ایسے ہیں جیسے شریگھوڑے کی دُمیں ہوتی ہے

اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

نماز کو سکون سے ادا کرو اور نماز میں ہاتھ نہ اٹھاؤ، رفع یدین نہ کرو۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر رفع یدین سے منع کیا۔
ایک دوسری حدیث ہے جو سلام کے وقت رفع یدین کے بارے میں ہے وہ
اس سے جدا ہے اُس میں جدا طریقے سے منع کیا۔

اُس حدیث میں ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ
رہے تھے، ہم نے سلام پھیرتے وقت رفع یدین کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
رفع یدین سے منع فرمایا:

لیکن یہاں پر یہ ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لے آئے۔ آپ نے ہمیں رفع یدین کرتے دیکھ لیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس رفع یدین سے منع کیا۔

یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تربیت ہے کہ وہ اپنے صحابہ کو جس لفظ
سے جھڑکی دینا چاہیں آپ اُن کو اُسی طرح بول سکتے ہیں:

اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ

گھوڑوں کی دموں کے ساتھ اپنے صحابہ کرام کے کسی عمل کو تشبیہ دینا یہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرام کیلئے بولا جانا بعید نہیں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کیا اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ نماز
میں سکون اختیار کرو اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ نماز کے اندر ساکن رہو۔

نماز کے اندر جن لوگوں کو آپ نے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تھا تو آپ
نے ان کو رفع یدین سے منع فرمادیا۔

(۳) قرأت فاتحہ خلف الامام

امام جس وقت جماعت کر رہا ہو تو کیا اس کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ شریف پڑھنا چاہیے یا نہیں۔ تو اس کو ہم حدیث کی روشنی میں بیان کریں گے۔ اگرچہ آیات سے بھی اس کو ثابت کیا گیا۔ اس کے متعلق ”مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے“ میری کتاب موجود ہے۔ اس میں مکمل وضاحت موجود ہے۔ اس مقام پر اختصار سے چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

جس وقت امامت ہو رہی ہو اور جماعت ہو رہی ہو تو مقتدی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے۔

اس واسطے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف:

حدیث نمبر ۱: صحیح مسلم ۱/۱۷۴، ابوداؤد ۱/۱۲۷، ابن ماجہ ۶۱ پر یہ حدیث شریف ہے کہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس کو روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا بَيْنَ لَنَا سُبُّنَا
وَعَلَّمَنَا صَلَوَتَنَا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور نماز کا سنت طریقہ بیان کیا اور ہمیں نماز کی تعلیم فرمائی تو آپ نے کیا فرمایا:

أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ

جب تم نے نماز پڑھنی ہو تو پہلے تم صفیں سیدھی کر لیا کرو۔

ثُمَّ لِيُؤَمِّكُمْ أَحَدُكُمْ

پھر تم میں سے ایک امام بن جائے

جب وہ امامت شروع کرے۔

فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا

جب وہ یعنی امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔

فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا

جب وہ قرآن شروع کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

تکبیر کے ساتھ تکبیر کہنا تو لازم ہے۔ وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو لیکن

إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا

جب وہ قرآن شروع کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

قرأت قرآن مجید کے پڑھنے کو کہتے ہیں۔ خواہ اس کو سر اُپرٹھا جا رہا ہو یا جہراً پڑھا جا رہا ہو۔ خواہ آواز سے پڑھا جا رہا ہو، خواہ آہستہ پڑھا جا رہا ہو جب وہ قرأت شروع کر دے تو

فَأَنْصِتُوا

تم خاموش ہو جاؤ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر حکم دے دیا کہ امام کے پیچھے مقتدی کیلئے نہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور نہ ہی کوئی اور سورت پڑھنا جائز ہے۔ یہ اس وقت ہے جب قرآن ہو رہی ہو۔ خواہ جہراً ہو یا سر اُپرٹھا اس کے علاوہ دیگر افعال کے بارے میں فرمادیا:

إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

اور فرمایا:

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

فَقُولُوا آمِينَ

جس وقت امام دلا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔

یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر اس کو تقسیم کر دیا ہے۔
اس کے علاوہ فرمایا ”جس وقت امام قرآن پڑھنا شروع کرے تو تم خاموش
ہو جاؤ اور تمہارے لئے اُس وقت قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۲: ایسے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا

جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو

إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا

جب امام قرآن کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حدیث نمبر ۳: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ كَانَ لَهُ الْإِمَامُ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ

(ابن ماجہ ص ۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۳۱/۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جس کا کوئی امام ہے یعنی جو مقتدی بن کے نماز پڑھ رہا ہے جس نے امام کی

اقتداء میں نماز شروع کر رکھی ہے۔ وہ کیا کرے:

فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ

اس کے امام کی قرآن مقتدی کی قرآن ہے۔

مقتدی کو امام کے پیچھے قرآن کی اجازت نہیں ہے۔ امام کا پڑھنا مقتدی کا

پڑھنا ہے۔ یہ شریعت نے امام کی قرآن کو مقتدی کی قرآن قرار دے دیا ہے تو اس میں کسی

کو تشویش نہیں ہونی چاہیے اور کسی کو یہ خدشہ نہیں ہونا چاہیے کہ میری نماز فاتحہ کے بغیر رہ گئی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے تو مقتدی کی نماز بھی فاتحہ سے خالی نہیں رہی۔

اس واسطے شریعت نے امام کی قرآن کو مقتدی کی قرآن قرار دے دیا ہے۔ اس بنیاد پر مقتدی خاموش رہتا ہے لیکن مقتدی کی قرآن امام کی قرآن سے: نور ہی ہے۔ لہذا مقتدی کی نماز فاتحہ سے بھی خالی نہیں ہے۔
یہ الفاظ بالخصوص قابل توجہ ہے۔

امام کی قرآن کو مقتدی کی قرآن قرار دیا ہے۔

امام کی تکبیر کو مقتدی کی تکبیر قرار نہیں دیا۔ امام کے تشہد کو مقتدی کا تشہد قرار نہیں دیا۔ امام کی تسبیح کو مقتدی کی تسبیح قرار نہیں دیا۔ اس سلسلے میں بھی لوگوں کو الجھن پیدا ہوتی ہے۔ کہ جب امام کی قرآن مقتدی کی قرآن ہے تو پھر تم پیچھے تشہد کیوں پڑھتے ہو پھر تم پیچھے تسبیح کیوں پڑھتے اور تم اللہ اکبر کیوں کہتے ہو تو ہم تو شریعت مطہرہ کے پابند ہیں اور سنت نے جس قدر خاموشی کی اجازت دی اتنا خاموش رہیں گے اور جہاں بولنا لازم کیا اتنا بولیں گے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا:

إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا

جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو تو اب ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ امام کے پیچھے تکبیر کہیں گے۔ جب وہ سمع اللہ من حمدہ کہے تو قولو ربنا لک الحمد تم ربنا لک الحمد پڑھ لو ایسے ہی رسول اکرم کا جملہ ہے۔

فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً

امام کی قرآن مقتدی کی قرآن ہے۔ یہ نہیں فرمایا تکبیر الامام لہ تکبیر۔ امام کی تکبیر مقتدی کی تکبیر ہے یا فَتَسْبِيحُ الْاِمَامِ لَهُ تَسْبِيحٌ
امام کی تسبیح مقتدی کی تسبیح ہے۔ فتشہد الامام لہ تشہد امام کا تشہد مقتدی کا تشہد ہے۔ یہ الفاظ ہرگز موجود نہیں ہیں۔ تو اس واسطے ہم تشہد بھی پیچھے پڑھیں گے اور ہم ثناء بھی پیچھے پڑھیں گے۔ تسبیح بھی پڑھیں، تکبیریں بھی پڑھیں گے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پابند فرمادیا۔

مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرْآةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرْآةٌ

جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اُس میں امام کی قرآن مقتدی کی قرآن ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کے بڑے تفصیلی دلائل ہیں۔

بالخصوص جن لوگوں کے نزدیک امام کے پیچھے قرآن کرنا رکن ہے۔ اُن کے نزدیک یہ مسئلہ قابل تشویش ہے کہ اُن کے ہاں بھی جب ایک مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہوتا ہے تو رکوع میں ملنے کی وجہ سے اُس کو رکعت مل جائے گی۔ حالانکہ جس وقت مقتدی کیلئے ان کے نزدیک قرآن رکن تھی تو رکن ادا کئے بغیر رکعت کس طرح مل گئی پھر اُسے چاہیے اگر وہ قیام میں شامل ہو اور فاتحہ پڑھے تو پھر اُس کی وہ رکعت شمار ہو اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سکے تو اس کی وہ رکعت شمار نہ ہو جب اس طرف یہ کہتے ہیں جو بندہ رکوع میں امام کے ساتھ ملا تو اُس کو وہ رکعت مل گئی۔ اس میں تو ہمارے موقف کی دلیل ہے کہ اگر مقتدی کو شرکت کی وجہ سے رکعت مل گئی ہے تو پھر وہ امام کی امامت کا کمال ہے کہ جس کی وجہ سے امام کی پڑھی ہوئی فاتحہ معتبر ہوگی اور مقتدی کی طرف اس کی ادائیگی پائی گئی۔ مقتدی کو رکوع میں شرکت کی وجہ سے رکعت میں شرکت میسر آگئی۔

(۴) ”آمین“

آمین بڑا محبوب اور مقبول سالفظ ہے جس کی وجہ سے بندے کی دعائیں اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”جس وقت بندوں کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے بندوں کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

آمین کہنے کا طریقہ:

جامع ترمذی کی حدیث نمبر ۲۴۸۰ میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ آمین کس طرح کہی جائے:

حدیث ۱: حضرت وائل رضی اللہ عنہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں:

انَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھا۔ فَقَالَ آمِينَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ
تو آپ نے آمین پر اپنی آواز کو پست کر لیا۔

خَفَضَ۔ آمین کہتے وقت اپنی آواز کو پست کر لیا۔ اونچی آواز سے اُس کو ادا نہیں کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آواز کو آمین کہتے وقت پست رکھا تو یہ مسنون طریقہ ہے جس کو حضرت وائل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں۔ اس میں یہ بات بالخصوص پیش نظر رہنی چاہئے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا ایک موقع ہے۔ اس میں کوئی حرکت ایسی نہیں ہونی چاہیے جس میں تکبر یا رعونیت کی بدبو

آئے۔ دوسری بات یہ ہے:

نماز میں کوئی ایسی صورتحال نہیں ہونی چاہئے جن کی وجہ سے کسی سے احتجاج کیا جا رہا ہو یا کوئی مظاہرہ کیا جا رہا ہو اور نماز کو سراسر نیاز مندی اور عاجزی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ اب کچھ لوگوں میں یہ رواج بنتا جا رہا ہے کہ اپنے ہونے کا ثبوت دینے کیلئے کہ میں بھی موجود ہوں تو وہ آمین کی آواز کو بلند کرنا چاہتے ہیں یا بطور احتجاج اور بطور مظاہرہ اس کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جس عمل کو بیان کر رہے ہیں

خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آواز کو آمین کہتے وقت نماز میں پست رکھا دعا کے علاوہ جب ہم دعا مانگتے ہیں تو آمین بالجہر کہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن حضرت وائل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو اسی طرح ہی روایت کیا ہے اگر کوئی بندہ اپنی حاضری لگوانے کیلئے یہ الفاظ بول رہا ہوگا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ نماز میں کسی کو جواب دینے کیلئے سبحان اللہ کہہ دیا جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

کسی بندے نے چھینک ماری اور جواب کی نیت سے آپ نے یرحمک اللہ کہہ دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح جو شخص مسجد میں آکر صرف اس نیت سے بلند آواز کے ساتھ آمین کہتا ہے کہ میری موجودگی کا پتہ چلے یا میری رائے کا پتہ چلی جائے یا میرے موقف کا اظہار ہو جائے یا میں اس سے کسی کو جواب دے رہا ہوں تو یہ ایسا عمل ہے کہ جس کی وجہ سے نماز کا ثواب ضائع ہو جائے گا اور وہ سارا عمل رائیگاں چلا جائے گا۔

جلسہ استراحت:

نماز میں جلسہ استراحت بھی نہیں ہے۔ نماز ایک مسلسل عبادت ہے اس میں

راحت نام کی کوئی چیز نہیں کہ اس کا کچھ وقت آرام کیلئے مختص کر لیا جائے تو نماز میں استراحت کا جلسہ نہیں کرنا چاہئے۔

استراحت کے جلسہ سے مطلب یہ ہے کہ پہلی رکعت کے یا تیسری رکعت کے دو سجدوں کے بعد چند لمحے بیٹھ کر پھر وہ دوسری یا چوتھی رکعت کی طرف کھڑا ہو پہلی رکعت کے دو سجدوں کے بعد دوسری رکعت کی طرف جانے سے پہلے کچھ لمحے کیلئے تشہد کے قعدے کی طرح بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہا جاتا ہے۔

نماز میں جلسہ استراحت کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور ایسا کرنا بھی ناجائز ہے۔ پہلی رکعت میں دو سجدے کرنے کے بعد ہی اپنی انگلیوں پر ہی سیدھا کھڑا ہو جائے۔ تشہد کے قعدے کی طرح نہ بیٹھے۔ یعنی دایاں قدم کھڑا کر کے اور بایاں قدم بچھا کے چند ساعت بیٹھ کر پھر اٹھے ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے۔

دو سجدوں کے بعد براہ راست بیٹھے بغیر سیدھا دوسری رکعت کی طرف کھڑے ہو جانا چاہئے۔

اس کے متعلق جامع ترمذی میں حدیث نمبر ۲۸۸ ہے:

اس کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں:

حدیث نمبر: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صَدُورِ قَدَمَيْهِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قدموں کے اگلے حصے پر ہی اٹھ جاتے تھے۔ قدموں کے اگلے حصے کا مطلب اُس وقت واضح ہو گا جب بیٹھے بغیر براہ راست اٹھا جائے اگر بایاں قدم بچھالیا جائے تو یہ صدور قد میں نہیں بنے گا۔

پھر تو تلوے کے ذریعے اٹھا جا رہا ہے۔ صدر قد میں کا مطلب یہ ہے کہ جیسے سجدہ کرتے وقت زمین کے ساتھ قدم لگے ہوئے تھے تو جس وقت بندے نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پہ رکھ کے سیدھا کھڑا ہو گیا تو یہ ہے صدر قد میں کا مطلب۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست سجدہ کرتے وقت بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے تو آج ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں اور جلسہ استراحت نہیں کرتے اور اس کے بارے میں میرا رسالہ ”جلسہ استراحت“ موجود ہے۔ اُس سے آپ مطالعہ کر سکتے ہیں۔

نماز میں ہر وہ طریقہ ہے جس میں ادب ہو اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ آداب کے لحاظ سے یہ ہے کہ نماز مقام آرام نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں خدمت کا مقام ہے۔ تو نماز پڑھتے پڑھتے بندے کو آرام میں مصروف نہیں ہونا چاہیئے اسی واسطے مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی اور السنن الکبریٰ للبیہقی میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل موجود ہے۔

حدیث نمبر ۲: مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱، ص ۴۳۰، پر اور السنن الکبریٰ للبیہقی کی جلد ۲، صفحہ ۲۷۲ پر تفصیل موجود ہے کہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے جس وقت ایک رکعت مکمل کر لیتے تو براہ راست اگلی رکعت کی طرف کھڑے ہو جاتے۔ درمیان میں جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے۔

نماز ادا کرتے ہوئے قیام میں بندے کی حالت ایسی ہونی چاہیئے کہ جس کو

دور سے بندہ دیکھ کر یہ محسوس کرے کہ یہ کسی بہت بڑے دربار میں حاضر ہے اور اس میں غفلت یا سستی کا کوئی مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی کھڑے ہوئے ایسا انداز ہو کہ جس سے بندہ تکبر کا اظہار کر رہا ہو جس وقت ٹانگوں کو پھیلا دیا جائے تو یہ تکبر سے کھڑے ہونے کا انداز ہے۔ خشوع کا یہ انداز نہیں ہے۔

عرف میں بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جس نے اپنی ٹانگیں پھیلائی ہوئی ہوں تو وہ انداز ادب کا انداز نہیں ہے۔

اس واسطے تمام صلحاء فقہاء اُمت نے اپنی کتب میں اسی طریقے کو لکھا ہے کہ نماز ادا کرتے وقت دونوں قدموں کے درمیان کم از کم چار انگلیوں کا فاصلہ ہو زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا ہو جائے تاکہ کھڑا ہونا بھی آسان ہو۔ بالکل اگر چوڑے گا تو کھڑا ہونا مشکل ہو جائے گا اور اگر زیادہ پھیلا دے گا تو اُس میں بے ادبی کا پہلو سامنے آجائے گا اور اس سے نمازیوں کو تنگ کرنے والی بات ہوگی۔ پھر مقصود لوگوں کو تنگ کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی حاضری مقصود نہیں ہوگی۔ لہذا ان چیزوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ نماز میں دونوں قدموں کے درمیان مناسب خلا رکھا جائے اور حدیث میں باقاعدہ طور پر اس کو بیان کیا گیا کہ کندھوں کے لحاظ سے صفوں کو درست کیا جائے۔ یہ جو بعض لوگوں نے طریقہ گھڑ لیا ہے کہ وہ قدم پہ قدم چڑھاتے رہتے ہیں اور ساتھ والے کی نماز کو بھی خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ اس انداز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیں کہ خشوع ٹپک رہا ہو اور دل کی عاجزی ظاہر ہو رہی ہو۔

یوں نہ ہو کہ لوگ سمجھیں شاید یہ مقام خارش کرنے کا ہے اور انسان کو سارے دن بھر کی خارش اُسی وقت ہی ہوتی ہے جب نماز پڑھی جا رہی ہو۔ اب کچھ لوگوں کی

نمازوں سے یہ تاثر جھلک رہا ہے۔

اگر غیر مسلم سروے کرنے لگ جائیں تو وہ سمجھیں گے کہ مسلمانوں کو خارش ساری اُسی وقت ہی ہوتی ہے جب وہ نماز پڑھتے، کبھی سر میں خارش ہوتی ہے، کبھی داڑھی میں، کبھی دائیں، کبھی بائیں خارش ہوتی ہے۔

عاجزی اور خشوع کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے اور اتنے بڑے جلال کے سامنے بندے کی کیا مجال ہے کہ وہ ایسی دائیں بائیں حرکتیں کرتا پھرے اور اٹھنے بیٹھنے میں کبھی جمپ لگا کے کبھی آگے چلا جائے اور کبھی پیچھے چلا جائے اور وہ منظر کھلاڑیوں کی طرح محسوس ہو رہا ہو۔

یہ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے کی شان نہیں ہے۔ اس انداز میں عاجزی کے ساتھ اُس کو کھڑا ہونا چاہیے کہ اُس کے عمل سے دوسرا کوئی پہلو مترشح نہ ہو رہا ہو اور کسی طرح کی کوئی حرکت ایسی نہیں ہونی چاہیے جس سے خشوع میں خلل واقع ہو۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وضو کر کے جس وقت نماز میں داخل ہونے لگتے تھے تو چہرے کا رنگ اڑ جاتا تھا جب بھی نماز کیلئے وضو کر کے آتے تھے تو چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ ایک دن لوگوں نے پوچھ لیا اے امام حسن وجہ کیا ہے؟ جس وقت آپ وضو کرتے ہیں تو چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے کیا وضو کرنے کے بعد کوئی آپ کو درد ہوتا ہے۔ کیا وضو کے بعد کوئی مرض لاحق ہو جاتا ہے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ”بھائیوں مجھے کوئی درد نہیں ہوتا، مجھ پہ احساس ہوتا ہے کہ میں کتنی بڑی بارگاہ میں حاضری دینے کیلئے جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا جلال مجھ پر غالب آ جاتا ہے۔ اُس جلال کی وجہ سے میرا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دربار کے تقاضے ہیں۔“

اتنے ادب سے بندہ رب کی بارگاہ میں حاضری دے کر دل خشوع میں ہو۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے حرکت کر رہا ہے
کبھی ہاتھ اٹھاتا ہے، کبھی قدم ادھر کرتا ہے، کبھی آنکھ ادھر پھیر لیتا ہے تو میرے محبوب
علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ”اگر اس بندے کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء
میں بھی خشوع ہوتا۔ اس کے اعضاء کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کہاں اور کس کی بارگاہ میں حاضری
دے رہا ہے۔ تو اس واسطے خشوع سے اللہ کی بارگاہ میں حاضری دینی چاہیے۔

عورتوں کی نماز کا طریقہ:

ایک مسئلہ بالخصوص خواتین کیلئے بھی ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
عورتوں کیلئے شریعت مطہرہ میں نصف دین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت
پر رکھ دیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا:

خُذُوا شَطْرَ دِينِكُمْ عَنِ الْحَمِيرِ

اے میرے صحابہ تم دین کا نصف حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھ لینا
تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ جیسے وہ شریعت اللہ تعالیٰ کے احکام کی مکلفہ ہیں تو ایسے ہی ان
کو علم نہیں بھی وافر حصہ دیا گیا ہے۔

نماز کی ادائیگی میں باقی سارا طریقہ مردوں جیسا ہی ہے لیکن ان کے خاتون
ہونے کا جو تقاضا ہے اس کے لحاظ سے چند احکام میں فرق موجود ہے۔

چونکہ اسلام نے ان کو مستورہ بنایا ہے ان کو پردے میں رکھا ہے اور ان کو ارکان
کی ادائیگی میں بھی وہ طریقہ دیا ہے کہ جس میں جسم کا پردہ برقرار رہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ
جس کی وجہ سے جسم کے مختلف حصوں کی ایسی ہیئت بن جائے جو پردے والی ہیئت سے

ذرا منافی ہو۔ وہ اپنے آپ کو ہر انداز میں اس طرح رکھے کہ جسم سمٹا ہوا ہو اور لپٹا ہوا ہو۔ اگرچہ کپڑے والا پردہ تو ضرور ہوگا لیکن اس کے علاوہ بدن کی صورت حال ایسی ہو کہ جس کی وجہ سے اعضاء کا کوئی اظہار نہ ہو۔ وہ پوری طرح لپٹ کر اور سمٹ کر نماز ادا کر رہی ہوں۔ عورتوں کیلئے نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سینے کے اوپر ہاتھ باندھے گی اور یہ بھی اصحاب عقل جانتے ہیں کہ اس میں بھی کتنی حکمت ہے۔ اُن کیلئے بھی اگر زیر ناف ہاتھ باندھنے کا حکم ہوگا تو ستر باقی نہیں رہے گا جبکہ اس کے مقابلے میں زیادہ ستر سینے پر ہاتھ باندھنے میں ہوگا۔ اس طریقے سے عورت قیام کرے۔ اس میں اگرچہ کپڑوں کا ستر تو ہے لیکن ہیئت کے لحاظ سے جو اُن کے ہاں ایک شایان شان طریقہ ہے۔ وہ یہی ہے کہ وہ سینے کے اوپر ہاتھ باندھیں۔

بالخصوص عورتوں کو سجدہ کرتے وقت توڑک کرنا چاہئے۔ یعنی سجدہ کرتے وقت دونوں قدم دائیں طرف نکال کر اور اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر سجدہ کرنا چاہئے۔ مردوں کے سجدہ کرنے کی طرح سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور عورت کو ستر کے پیش نظریوں مردوں کی طرح بدن اٹھا کر سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ وہ سمٹی ہوئی ہو اور لپٹی ہوئی ہو اور دونوں قدم باہر نکال کر اپنے پیٹ کو ران کے ساتھ ملا کر زمین کے ساتھ چمٹ کر سجدہ کرے۔

اسنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۲۲۳ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کنز العمال کی حدیث نمبر ۱۹۷۸۷ بھی یہی ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَىٰ اَمْرَتَيْنِ
نبي اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے۔

تُصَلِّيَانِ

جو کہ نماز پڑھی رہی تھیں۔

فَقَالَ

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ شاید وہ مردوں کی طرح سجدہ کر رہیں تھیں تو جس وقت وہ عورتیں نماز پڑھ کے فارغ ہوئیں۔

تو میرے محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَجَدْتُمَا

جب تم سجدہ کرنے لگو

فَضُّمَا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ

تو تم اپنا بعض گوشت زمین کے ساتھ لگالیا کرو۔ تمہارا بدن زمین کے ساتھ لگا ہوا ہونا چاہیئے۔ تمہارا بدن سمٹا ہوا ہونا چاہیئے۔

فَإِنَّ الْمَرْءَ لَا يَسْتَفِي ذَالِكَ كَالرَّجُلِ

اس واسطے کہ سجدے کے معاملے میں عورت کا طریقہ مرد کے طریقے کی طرح نہیں ہے۔

ویسے تو سارے اعضاء زمین کے ساتھ ملائے گی۔ قبلہ شریف کی طرف رخ کرے گی لیکن مرد کی پیٹھ اٹھی ہوتی ہے اور درمیان میں خلا ہوتا ہے۔ عورت کے بارے میں آپ نے فرمادیا:

فَضُّمَا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ

اپنے بدن کو اور اپنے گوشت کو زمین کے ساتھ ملا لو۔ اس طریقے سے تم سجدہ کرو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اثر موجود ہے۔ اس کے بارے میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے کہ جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو کہ تم نے سجدہ مردوں کی طرح ہی کرنا ہے۔ ایسی ہرگز کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي

آپ نے فرمایا کہ ایسے نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس میں ایک بات یہ ہے کہ صلوات کر کا صیغہ ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں سے یہ فرما رہے تھے۔ براہ راست یہ خطاب اور امر مردوں سے تھا نہ کہ عورتوں سے آپ کا یہ خطاب تھا۔ لفظوں کے تقاضے کے لحاظ سے حکم مردوں کیلئے ہے اور پھر جو معاملات مستثنیٰ ہیں ان کا حکم ایسا نہیں ہے۔

مثال کے طور پر ایک شخص خلقت کے لحاظ سے کبڑا ہے تو اُس سے یہ کہا جائے کہ صلوات کما رايتُمُونِي اصلي۔ اس کا تقاضا ہے کہ تم قیام بالکل سیدھا ہو کر کرو تو وہ سیدھا کھڑا ہو کر قیام کس طرح کر سکے گا۔ اب اُس کو اس حکم سے مستثنیٰ مانا جائے گا۔

ایسے ہی بخاری شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امامہ بنت زینت رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھوں پر نماز کی حالت میں بٹھایا ہوا تھا اور نماز پڑھ رہے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا ہوا تھا اور نماز پڑھ رہے تھے۔ اب کوئی

بندہ یہ کہے کہ

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُنِي أُصَلِّي (اتحاد السادة المتقين ۳/۷۱، ۲۰۳)

جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تم بھی ویسے ہی نماز پڑھو۔ تو ہم بھی اپنے بچے کندھوں پہ اٹھا کے رکھ لیں تو کیا یہ کوئی بندوں سے شریعت کا تقاضا ہوگا۔ نہیں ایسی باتوں کو مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔ وہ چیزیں بداهت عقل سے مستثنیٰ ہونگی تو عورتوں کے سجدہ کرنے کا معاملہ حدیث شریف سے مستثنیٰ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کا جو تقاضا ہے اُس تقاضے کے مطابق اُن کیلئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ زمین سے اپنے آپ کو ملا کر سجدہ کریں۔ نماز کے چند مسائل کے لحاظ سے یہ آج کا ہمارا سبق تھا۔ جس میں میں نے اختصار سے چند مسائل جن کے بارے میں عمومی طور پر عوام کو الجھن بن جاتی ہے اُن چیزوں کو دلائل کی حد تک میں نے بیان کیا۔ یہ ابتدائی بحث ہے۔ اس پر جو جرح و تعدیل کے لحاظ سے جو بحثیں ہیں یا لوگوں کے اعتراضات کے جوابات کے لحاظ سے بحثیں ہیں وہ بالکل اس سے منفرد ہیں اور اس سے جدا ہیں اور وہ بھی بہت زیادہ ہیں۔

یہ وہ ہے کہ جتنا ایک عام سادہ لوح انسان کو جاننا لازم ہے اُس کا ایک حصہ میں نے دلائل کی روشنی میں بیان کیا۔ آپ نے اس کو تعلیم کے لحاظ سے فرض کی حیثیت سے سمجھنا ہے۔

ان احادیث کے الفاظ یاد کر کے آگے دوسرے لوگوں تک اس کو پہنچانا ہے اور

اس بات کو واضح کرنا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جس حتمی طریقے پر چھوڑا وہ یہ نماز کا طریقہ ہے۔ جس میں نماز ادا کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ